65494 ـ كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ ادائيگى كر كے حج اور عمره ادا كرنے كا حكم

سوال

ان آخري ايام ميں حج اور عمره كے گروپ منظم كرنے والى سياحتى كمپنيوں كى جانب سے بہت سارے اعلانات سامنے آرہے ہيں، جن ميں حج اور عمره ادا كرنے والوں كى سہولت اور ان كى زيادہ سے زيادہ تعداد كو اپنى جانب لانے كے ليے ٹور كے خرچہ كى قسطوں ميں ادائيگى كا اعلان بھى شامل ہے، يہ اعلان بہت سارے ممالك كے اقتصادى حالات ميں كساد اور ان ممالك كے شہريوں كى مالى حالت ميں كمى كو ديكھتے ہوئے كيا گيا ہے، اور بعض كمپنيوں نے تو يہ اعلان بھى كر ركھا ہے كہ: قسطيں كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ بھى قبول كى جاسكتى ہيں .
سوال يہ ہے كہ:
اس طريقہ سے ادا كيا جانے والے حج اور عمره كا شرعى حكم كيا ہے؟ اور كيا اس حالت ميں حج اور عمره صحيح ہو گا؟ ـ خاص كر بعض فقہاء نے ٹور كے اخراجات بہت زيادہ ہو جانے كى بنا پر حج كے ليے مناسب قسطوں ميں ادا كرنے پر حاصل كرده قرض كے ذريعہ مال لينا جائز قرار ديا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

حج اركان اسلام ميں سے ايك ركن اور اس كى عظيم بينادوں ميں سے ايك بيناد ہے، جو كہ اللہ تعالى كى كتاب اور سنت نبويہ صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت شده فريضہ ہے، اور سب مسلمانوں كا اس پر اجماع ہے.

ارشاد بارى تعالى ہے:

اللہ تعالى نے ان لوگوں پر جو اس كى استطاعت ركھتے ہوں اس گھر كا حج فرض كرديا ہے، اور جو كوئى كفر كرے تو اللہ تعالى اس سے بلكہ تمام دنيا سے بے پرواه ہے آل عمران (97).

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسلام كى بيناد پانچ چيزوں پر ہے، اس بات كى گواہى دينا كہ اللہ تعالى كے علاوه كوئى معبود برحق نہيں اور بلا شبہ محمد صلى اللہ عليہ وسلم اللہ تعالى كے رسول ہيں، اور نماز قائم كرنا، اور زكوة ادا كرنا، اور حج كرنا اور رمضان كے روزے ركھنا" صحيح بخارى حديث نمبر (8) صحيح مسلم حديث نمبر (16).

اور حج صرف صاحب استطاعت پر فرض ہے جو استطاعت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں، اور استطاعت میں: حج ادا کرنے کے لیے سفر کی مالی اور بدنی استطاعت شامل ہے.

اور انسان کو حج کے لیے قرض حاصل کرنے کا مکلف نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اس کے لیے ایسا کرنا مستحب ہے، اگر اس نے مخالفت کی اور قرض حاصل کر کے حج کر لیا تو ان شاء اللہ اس کا حج صحیح ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ:

بعض لوگ اپنی کمپنی سے حج کے لیے قرض حاصل کرتے ہیں جو قسطوں میں ان کی تنخواہ سے کاٹ لیا جاتا ہے، لہذا اس بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

میرے خیال میں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ جب اس کے ذمہ قرض ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں، تو پھر جب وہ حج کے لیے قرض حاصل کرے تو کیسے ہو گا؟ ! میری رائے یہ ہے کہ وہ حج کے لیے قرض حاصل نہ کرے؛ کیونکہ اس حالت میں اس پر حج واجب نہیں.

اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی دی گئی رخصت اور اس کی رحمت کی وسعت کو قبول کرے، اور اسے اپنے آپ کو ایسا قرض حاصل کرنے کی تکلیف نہیں کرنی چاہیے جس کے متعلق وہ جانتا ہی نہیں کہ اس کی ادائیگی کرسکے گا یا نہیں ؟ ہو سکتا ہے اسے موت آجائے اور قرض اس کے ذمہ ہی باقی رہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (21 / 93).

اور اگر حج کے لیے سودی قرض حاصل کیا جائے تو یہ اکبر الکبائر میں شام ہوتا ہے، اور سود کی حرمت تو دلائل کے بغیر ہی مشہور و معروف ہے.

ارشار باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی بچا ہے اسے ترک کردو اگر تم مومن ہو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اعلان جنگ ہے، اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تو تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے البقرة (278 ـ 279).

اور ایك مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اور اللہ تعالی نے بیع حلال اور سود کو حرام کیا ہے، لہذا جس کے پاس اس کے رب کی جانب سے نصیحت آگئی اور وہ رك گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو کوئی پھر دوبارہ (حرام کی طرف)لوٹا وہ جہنمی ہے ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے البقرۃ (274).

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی " صحیح مسلم حدیث نمبر (1597).

تو پھر ایك مسلمان شخص کیسے راضی ہو سکتا ہے کہ وہ حج کرنے کے لیے ایسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جس پر اللہ تعالی نے جنگ کا وعدہ کیا ہو حالانکہ اگر وہ صاحب استطاعت نہیں تو پھر اس پر حج فرض ہی نہیں.

اور سوال نمبر (11179) کے جواب میں کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ قرض کی حرمت بیان کی جا چکی ہی کہ یہ بھی سود کی ایك قسم ہے.

اور حج صحیح ہونے کے اعتبار سے تو حرام مال سے کردہ حج بھی صحیح ہے، لیکن وہ حج مبرور نہیں.

حتی کہ ایك امام کا کہنا ہے کہ:

اگر آپ نے اصلا حرام مال سے حج کیا تو آپ نے حج نہیں کیا لیکن جانور نے حج کرلیا.

اللہ تعالی تو ہر پاکیزہ اور اچھی چیز قبول فرماتا ہے، بیت اللہ کا حج کرنے والے ہر شخص کا حج مبرور نہیں ہوتا.

شعر میں العیر کا معنی وہ جانور ہے جس پر حاجی سوار ہوتا ہے یعنی گدھا.

آپ سوال نمبر (48986) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

جب کوئی شخص حرام مال کے ساتھ حج کرے یا کسی غصب کردہ جانور پر حج کرے تو ہمارے ہاں اس کا حج صحیح ہے اور ادا ہو جائے گا، اور وہ گنہگار ہوگا.

امام ابو حنیفہ اور امام مالك، اور عبدری رحمہم اللہ تعالی نے بھی یہی کہا ہے، اور اکثر فقہاء کرام کا قول بھی یہی ہے.

دیکھیں: المجوع (7 / 40).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

حرام مال سے کیا جانے والے حج کا حکم کیا ہے؟ ـ یعنی نشہ کی اشیاء فروخت کرنے کے فوائد کے ساتھ ـ ایسا کام کرنے کے بعد وہ اپنے والدین کے لیے حج کی ٹکٹیں بھیجتے اور حج کرتے ہیں، حالانکہ ان میں سے بعض کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ مال نشہ آور اشیاء فروخت کر کے جمع کیا گیا ہے، تو کیا یہ حج مقبول ہے کہ نہیں؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

حرام مال سے حج کرنا اس کے صحیح ہونے میں مانع نہیں، لیکن حرام کمائی کا گناہ ہو گا، اور حج کے اجروثواب میں بھی نقص اور کمی ہو گی لیکن حج باطل نہیں ہوتا.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11 / 43).

اور اس باب میں ایک حدیث مشہور ہے لیکن وہ ضعیف ہے:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے حرام مال سے حج کیا اور لبیک اللہم لبیک (حاظر ہوں میں اے اللہ میں حاظر ہو) کہا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: نہ تو تیری لبیک ہے اور نہ ہی سعدیک اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا ہے"

ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں. دیکھیں: العلل المتناھیۃ (2 / 566).

تو یہ اولی اور بہتر ہے.

واللہ اعلم .